Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ **الفضل** ربوہ

فون: ۴۴۹ — (ایڈیٹر: نسیم سیفی) — رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۴/۳۹ | اتوار ۸ صفر ۱۴۱۰ھ ، ۱۰ تبوک ۱۳۶۸ ہش ، ۱۰ ستمبر ۱۹۸۹ء | نمبر ۲۰۵

اخبار احمدیہ

محترم محمود احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ یو۔ کے جلسہ سالانہ میں شرکت کے بعد واپس تشریف لے آئے ہیں۔ مدیر الفضل سے ایک ملاقات کے دوران بتایا کہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت یورپ کے دورہ پر تشریف لے جا رہے ہیں۔ احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو اور ہر قدم پر بابرکت کامیابیوں سے نوازے۔

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانئ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"انسان میں جو قوتیں اور ملکات اللہ تعالیٰ نے رکھے ہیں ان میں وہ حد سے نہیں بڑھ سکتے مثلاً آنکھ اس نے دیکھنے کے لئے بنائی ہے اور کان سننے کیلئے، زبان بولنے اور ذائقہ کے لئے۔ اب یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ وہ کانوں سے بجائے سننے کے دیکھنے کا کام لے اور زبان سے بولنے اور چکھنے کی بجائے سننے کا کام لے ان اعضاء اور قویٰ کے افعال اور خواص محدود ہیں مگر اللہ تعالیٰ کے افعال اور صفات محدود نہیں ہیں۔ اور وہ (کوئی چیز اس جیسی نہیں۔ ناقل) ہے۔ غرض یہ توحید تب ہی پوری ہو گی جب اللہ تعالیٰ کو ہر طرح سے واحد لاشریک یقین کیا جاوے اور انسان اپنی حقیقت کو ہالکۃ الذات اور باطلۃ الحقیقت سمجھ لے کہ نہ میں اور نہ میری تدابیر اور اسباب کچھ چیز ہیں۔

اس سے ایک شبہ پیدا ہوتا ہے کہ شاید ہم استعمالِ اسباب سے منع کرتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے۔ ہم اسباب کے استعمال سے منع نہیں کرتے بلکہ رعائت اسباب بھی ضروری ہے کیونکہ انسانی بناوٹ بجائے خود اس رعایت کو چاہتی ہے۔ لیکن اسباب کا استعمال اس حد تک نہ کرے کہ ان کو خدا کا شریک بنا دے بلکہ ان کو بطور خادم سمجھے جیسے کسی کو بٹالہ جانا ہو تو وہ یکہ یا ٹٹو کرایہ کرتا ہے تو اصل مقصد اسکا بٹالہ پہنچنا ہے نہ وہ ٹٹو یا یکہ۔ پس اسباب پر کلی بھروسہ نہ کرے یہ سمجھے کہ ان اسباب میں اللہ تعالیٰ نے کچھ تاثیریں رکھی ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہے تو وہ تاثیریں بیکار ہو جائیں اور کوئی نفع نہ دیں۔"

(ملفوظات جلد پنجم صہ ۴۳)

۹/۱۰ اگست کی درمیانی رات کو میری چھوٹی بہن نسیم منورہ اہلیہ برادرم جمیل انور صاحب کراچی میں کار کے ایک حادثہ میں شدید زخمی ہو گئیں۔ فوری طور پر جناح ہسپتال میں ابتدائی طبی امداد میسر آگئی تاہم بہتر علاج کے خیال سے ۲۴ گھنٹے کے بعد انہیں آغا خاں ہسپتال میں داخل کروا دیا گیا جہاں وہ ۲۲ تاریخ تک زیر علاج رہیں۔ علاج کی ہر ممکن کوشش کے باوجود ۲۲/۲۳ کی درمیانی رات میری بہن بعمر ۴۱ سال قضائے الٰہی سے وفات پاگئیں۔ میں میری اہلیہ اور ایک بھانجی انگلینڈ سے اور موصوفہ کا لڑکا امریکہ سے (جہاں وہ زیر تعلیم ہے) آکر جنازہ میں شامل ہوئے۔ جنازہ مورخہ ۲۵ اگست بروز جمعہ بعد نماز عصر بیت المہدی (گولبازار) کے پاس مکرم چوہدری محمد شریف صاحب فاضل استاذ جامعہ نے پڑھایا۔ اور قطعہ ۱ میں تدفین عمل میں آئی۔ قبر تیار ہونے پر مکرم چوہدری محمد صدیق صاحب فاضل لائبریرین نے دُعا کروائی۔

ربوہ اور کراچی میں سب اعزہ و احباب نے دلی ہمدردی اور پیار سے ہم سوگواروں کی دلجوئی اور تعزیت کی خاکسار حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور نے بھی کمال شفقت و محبت کا مظاہرہ

باقی صفحہ نمبر ۷ پر

حسد کے زہر سے پوری کوشش سے سوسائٹی کو بچایا جائے

(ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

"یہ بات تو واضح ہے کہ حسد کے بیرونی حملہ کے مقابلہ میں اہل حق حسد کو اپنے قریب نہیں آنے دیتے وہ اس سے کلی طور پر مبرا ہوتے ہیں لیکن ایک خطرہ پھر بھی لاحق رہتا ہے اور وہ یہ کہ شیطان کی طرف سے انکی جماعت کے اندر حسد کا حملہ ہو رہا ہوتا ہے۔ اس لئے حسد کے اس دوسرے پہلو سے جماعت کو بار بار متنبہ کرنا ضروری ہے۔ جہاں تک غیروں کے حسد کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ آپ کو ان کے شر سے محفوظ رکھے گا اور آپ پر مزید فضل نازل فرماتا چلا جائے گا۔ برخلاف اس کے کہ حسد کرنے والی سوسائٹی اور حسد کرنے والے دلوں سے اللہ کا کوئی وعدہ نہیں۔ البتہ اس امر سے آگاہ اور خبردار کرنا ضروری ہے کہ اگر آپ لوگوں نے اندرونی حسد کے خلاف خود اپنے دلوں اور گھروں کی حفاظت نہ کی تو حسد کی بیماری کا آخری نتیجہ انکار پر منتج ہوتا ہے۔ اور پھر اسکے نتیجہ میں وہی حرکتیں شروع ہو جاتی ہیں جو غیروں کے متعلق قرآن کریم نے بیان فرمائی ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ حسد بہت ہی خطرناک زہر ہے۔ جس سے اپنی سوسائٹی کو بچانے کیلئے ہر طرح سے کوشش کرنی چاہیئے۔ معاشرے کے اندر باہمی تعلقات میں جدائیاں پیدا کرنے والی جتنی بھی حرکات ہیں ان کے پیچھے بسا اوقات حسد کام کرتا دکھائی دیتا ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲ مئی ۱۹۸۶ء بیت الفضل لندن)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی ربوہ، قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۰ تبوک ۱۳۶۸ہش　　۱۰ ستمبر ۱۹۸۹ء

خُدا کیلئے محبّت اور خُدا کیلئے دشمنی

"خدا کیلئے محبّت اور خدا کیلئے دشمنی" کتنا اچھا مقولہ ہے۔ دوسروں کے متعلق تو لوگ نہیں ملنتے کہ وہ ایسا کرتے ہیں لیکن اپنے متعلق ہر شخص یہی دعویٰ کرتا ہے کہ وہ تو اس مقولہ پر عمل پیرا ہے۔ چلو اتنا ہی سہی۔ یک طرفہ ہی سہی۔ کسی حد تک تو اس پر عمل ہو۔ لیکن اس مقولہ پر عمل پیرا ہونے کیلئے ایک بات ضرور مدّنظر رہنی چاہیئے اور وہ یہ ہے کہ "خدا کے لئے" کے کیا معنی ہیں۔ کیا ہر بات جو ہم کرنا چاہتے ہیں۔ ہر کام جو ہمیں اچھا لگتا ہے اور ہمارے جذبات کی تسکین کرتا ہے اسے خدا کی خوشنودی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ لوگ کرتے تو ایسا ہی ہیں، لیکن یہ بات صریحاً غلط ہے۔ ہمیں خدا کی منشاء معلوم کرنے کی ضرورت ہے۔ خدا کو کیا پسند ہے اور کیا ناپسند۔ ہم کیا کریں تو کہیں کہ یہ خدا کے لئے ہے۔ اور کیا نہ کریں تو کہہ سکیں کہ خدا کی خاطر ایسا نہیں کیا۔

لوگ لوگوں کے گھربار لوٹتے ہیں۔ انہیں زدوکوب کرتے ہیں انہیں ہلاک بھی کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ سب کچھ خدا کیلئے کیا ہے۔ یہ کتنی بڑی بھول ہے اور کتنی نقصان دہ ہے یہ سوچ کی نہج۔

ہر بات کہتے ہوئے اور ہر کام کرتے ہوئے بلا واسطہ خدا سے تو نہیں پوچھا جاسکتا کہ یہ کریں یا نہ کریں۔ اور اس سے رُکیں یا نہ رُکیں۔ لیکن اس فیصلہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو عقل ہمیں عطا کی ہے اس سے تو کام لیا جاسکتا ہے۔ اور اس عقل سے کام لیتے ہوئے ہی یہ مقولہ بھی سامنے آتا ہے: "دوسروں کے ساتھ وہ کچھ نہ کرو جو تم نہیں چاہتے کہ تمہارے ساتھ کیا جائے"۔ یہ ایک ایسا فطری اصول ہے کہ اگر اسے اپنا لیا جائے تو یقیناً جو بھی کریں گے اسکے متعلق یقین اور وثوق کے ساتھ کہہ سکیں گے کہ ہم نے یہ بات خدا کے لئے کی ہے اور وہ بات خدا کے لئے چھوڑی ہے۔ ہم خدا ہی کے لئے محبت کرتے ہیں اور خدا ہی کے لئے دشمنی کرتے ہیں۔

جو دوسروں کے گھر جلاتے ہیں کیا وہ چاہتے ہیں کہ ان کے گھر جلائے جائیں۔ جو دوسروں کو زدوکوب کرتے ہیں کیا وہ چاہتے ہیں کہ انہیں زدوکوب کیا جائے۔ ہرگز نہیں۔

کاش۔ لوگ یہ چھوٹی سی بات سامنے رکھ کر بڑے بڑے اچھے نتائج پیدا کر سکیں۔

رُکو رُکو کہ اس سے آگے سڑک نہیں ہے کھائی ہے
ہر ظالم نے اس میں گر کر اپنی جان گنوائی ہے
میں تو ہوں ہمدرد تمہارا مجھکو تو ڈر لگتا ہے
یہ سوچ تمہاری اپنی ہے یا اوروں کی اپنائی ہے
——— (ابوالاقبال) ———

آپ کہتے ہیں تو ہم حال سنا دیتے ہیں
آپ جس طرح بھی یاد آئے بتا دیتے ہیں

اشک آنکھوں میں جو آئے بھی تو بہنے نہ دئے
دِل میں لَوٹ آنے کی ہم اُنکو دُعا دیتے ہیں

غیر کیوں سوچے کہ ہم پر کوئی اُفتاد پڑی
ہم تو ہر بات پہ سر اپنا جُھکا دیتے ہیں

اپنے جذبات کو جو ضبط نہیں کر سکتے
ہم اُنہیں تحفۂ تسلیم و رضا دیتے ہیں

رات کو بھیگ تو جاتی ہیں یہ آنکھیں لیکن
صبح کی پہلی کرن ہی سے سُکھا دیتے ہیں

ہے نظر اپنی تو افضالِ خداوندی پر
یہ تو روتوں کو بھی اِک دم میں ہنسا دیتے ہیں

دِل میں اُٹھتا ہے اگر درد تو سَو بار اُٹھے
سلسلے درد کے ہی درسِ وفا دیتے ہیں

لوگ کہتے ہیں کہ وہ اس آگ میں جل جاؤ گے
ہم تو اس جلتی کو پلّو سے ہوا دیتے ہیں

ہم بآوازِ بلند ان کو بُلا سکتے ہیں
پھر بھی دیتے ہیں تو دھیمی سی صدا دیتے ہیں

مِل کے آئے ہیں جو لندن سے بتاتے ہیں نسیمؔ
وہ مِرے ذکر پہ ہر بار دُعا دیتے ہیں

نسیمؔ سیفی

دشمنِ ناداں کے جو کچھ دل میں ہے کہہ جائے گا
ہنس کے اہلِ ظرف لیکن یہ کڑی سہ جائے گا
شامتِ اعمال دشمن کے گلے پڑ جائے گی
وقت کے دھارے پہ ظلم اُسکا مگر بہ جائے گا
(سلیمؔ شاہجہانپوری)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انگلستان

سائیکل مارا تھان رپورٹ

حضرت امام جماعت احمدیہ

دی رائٹ آنریبل ڈیوڈ ملر، ڈپٹی لارڈ میئر آف وانڈز ورتھ، امیر صاحب، امام صاحب، محترم و مکرم نمائندگان برائے امپیریل کینسر ریسرچ فنڈ، گریٹ آرمنڈ سٹریٹ ہسپتال اور رائل مارسڈن ہسپتال، اور معزز مہمان سامعین میں مجلس خدام الاحمدیہ کی طرف سے منظم کی جانے والی سائیکل مارا تھان کی تقسیم انعامات اور اختتامی تقریب پر آپ کی تشریف آوری کا بطور کو آرڈی نیٹر شکریہ ادا کرتا ہوں۔

احمدیہ صد سالہ جشن تشکر کی صد سالہ تقریب کے سلسلے میں یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ کوئی نمایاں اور خاص کھیلوں کے پروگرام کا انتظام کیا جائے۔ اور چونکہ خدام الاحمدیہ جماعت احمدیہ کے نوجوانوں کی ایک تنظیم ہے اس لئے ایسے پروگرام کا انتخاب کیا جائے جس میں ایک طرف نوجوان کی توانائیوں کو کسی مفید مقصد کے لئے استعمال کیا جائے اور دوسری طرف لوگوں کی توجہ اس صد سالہ جشن تشکر کی طرف مبذول کروائی جا سکے۔

مختلف خیالات اور تجاویز پر غور کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کہ ایک ٹیگ آن۔ سائیکل مارا تھان ریس مناسب رہے گی۔ اور حضور امام جماعت احمدیہ کی منظوری اور دعائیں حاصل کر لینے کے بعد تقریباً تین ماہ پہلے اس سلسلے میں کام شروع کیا گیا۔

خدام الاحمدیہ یو۔کے۔ کو اس سے پہلے کبھی اتنے بڑے۔ اتنے زیادہ وقت پر پھیلے ہوئے اور ملک کے وسیع حصے میں ہونے والے پروگرام کا تجربہ نہیں تھا۔ اس لئے ہم جو اس کے انتظام کے ذمہ دار تھے اس بارے میں مکمل طور پر لاعلم تھے کہ اس کو کس طرح منظم کیا جائے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے ہم نے ایک کافی بڑی کمیٹی ترتیب دی جس نے فوراً ہی کمال دلجمعی اور جوش و خروش سے کام شروع کر دیا۔ لیکن ہمارے خواب و خیال میں کبھی یہ بات نہ آئی تھی کہ ہم کتنے بڑے منصوبے پر کام کرنے والے ہیں۔ اور اس کے کیا نتائج برآمد ہونگے۔ اور یہ محض اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہی تھا کہ ہم اس پروگرام کو مکمل کر سکے۔ اور جب آپ اس مارا تھان ریس کی مکمل کہانی سنیں گے تو اس کی قدرت اور اس کے فضل والی بات آپ پر بالکل واضح ہو جائے گی۔

یہ فیصلہ کیا گیا کہ سائیکل مارا تھان ٹیگ۔ آن کی بنیاد پر ہو گی۔ اور یہ ریس گیارہ مارچ ۱۹۸۹ء بروز ہفتہ بریڈ فورڈ سے شروع ہو گی۔ اور جنوب کی طرف کو ایک پیچ و خم کھاتے ہوئے راستے کو اختیار کرے گی۔ اور راستے میں آنے والے بڑے شہروں سے ہوتی ہوئی ۳۰۰ میل کا فاصلہ طے کرنے کے بعد یہاں لندن بیت الحمد پر آج ۱۹ مارچ ۱۹۸۹ء کو اتوار کے روز ختم ہو گی۔

اس مارا تھان ریس میں ہر کوئی جو چاہے حصہ لے سکتا تھا۔ جب کہ تمام حصہ لینے والوں کو خوراک رہائش اور سفر کی دیگر سہولتوں کا بہم پہنچانا تنظیم کے ذمہ تھا۔ ماضی میں بھی خدام الاحمدیہ نے ہمیشہ اپنی اس قسم کی مصروفیات میں خدمت خلق کے کاموں کا خاص دھیان رکھا ہے۔ ہمارے پچھلے مارا تھان واک میں جب امپیریل ریسرچ کینسر فنڈ کیلئے رقم جمع کی گئی تو حضور انور نے فرمایا تھا کہ آئندہ اس قسم کے کام کو اور زیادہ بڑے لیول پر کیا جائے۔ اور اس کا اہتمام زیادہ سنجیدگی سے کیا جائے۔

ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے اسوہ حسنہ کے ذریعے بیمار اور ضرورتمند لوگوں اور خاص طور پر بچوں کی بہبود کا خیال ہمارے دماغوں میں اچھی طرح راسخ کر دیا ہے اس لئے ایسا کوئی بھی کام کرتے ہوئے ہمیں کبھی بھی یہ خیال نہیں آنا چاہیئے کہ ہم ایسا کر کے کسی کے ساتھ مہربانی کا سلوک کر رہے ہیں۔ بلکہ ہمیں یہ احساس ہونا چاہیئے کہ یہ تو ایک فرض ہے جو کہ ہم نے بہر حال ادا کرنا ہے۔ اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا۔ کہ انتظامیہ کا ہر فرد ایک بڑے ٹارگٹ کو حاصل کرنے کیلئے انتہائی جانفشانی سے کام کرے۔ پہلے یہ خیال تھا کہ امپیریل کینسر ریسرچ اور گریٹ آرمنڈ سٹریٹ ہسپتال ان دونوں اداروں کیلئے فنڈز جمع کئے جائیں لیکن رائٹ آنریبل ڈیوڈ ملر جو کہ جونیئر ہیلتھ منسٹر بھی ہیں نے جب کمال مہربانی سے اس میرا تھان ریس کا پیٹرن بننا منظور کر لیا تو ان کی درخواست پر رائل مرسڈن ہسپتال کے پرنسس چولا چلڈرن وارڈ کو بھی اس سکیم میں شامل کر لیا گیا۔

میں اسوقت ان تینوں اداروں کے محترم نمائندگان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

رائل مرسڈن ہسپتال کی مس جین کارٹر، گریٹ آرمنڈ سٹریٹ ہسپتال کے مسٹر گارتھ مارگن اور خاص طور پر ہمارے اس سے پہلے ہونے والے مارا تھان واک کے دوست اور مہربان مسٹر ٹونی لنٹ جو کہ امپیریل کینسر ریسرچ فنڈ کے نمائندہ ہیں۔ ان سب دوستوں نے سپانسر فارم، ٹی شرٹس، پوسٹرز، سٹکرز، بیجز، وغیرہ کی فراہمی میں کمال مہربانی سے ہماری مدد کی ہے

اس کے علاوہ میں مسٹر لینٹ کا خاص طور پر مشکور ہوں جو کہ ہمارے لئے اس قسم کے پروگراموں کے انتظام میں مسلسل مدد اور اطلاعات کا ذریعہ رہے ہیں۔ تقریباً ۸ لوکل اور منتخب قومی اخبارات اور ریڈیو سٹیشنوں کو جو پریس ریلیز انہوں نے جاری کئے وہ ہمارے اس پروگرام کی پبلسٹی میں بہت زیادہ ممد ثابت ہوئے۔

اس سلسلے میں میں دو انتہائی سرگرم اور انتھک ریجنل قائدین کے ذکر سے نہیں رک سکتا جنہوں نے اس مارا تھان ریس کی پبلسٹی کو ایک نئی بلندی تک پہنچانے میں انتھک کوششیں کیں وہ ہیں مسٹر عبد الباری ملک (شمالی ریجن) اور مسٹر ناصر شاہ (مڈلینڈ ریجن) حقیقت یہ ہے کہ ان میں ایک دوستانہ مقابلہ رہا کہ کون اس پروگرام کے لئے زیادہ پبلسٹی حاصل کرنے میں کامیاب ہوتا ہے۔ اور اس وقت تک ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر ناصر شاہ اس مقابلے میں تھوڑا سا آگے بڑھ گئے ہیں کیونکہ انہوں نے بی بی سی نیشنل ٹی وی پر آنے میں کامیابی حاصل کی۔ جو کہ میرے خیال میں ایک اچھی خاصی کامیابی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ یہ کامیابی جماعت احمدیہ کیلئے آئندہ بہت مفید ثابت ہو گی۔ اور مغربی دنیا کے سامنے (دین حق) کی حقیقی تصویر پیش کرنے میں ممد ثابت ہو گی۔

سائیکل مارا تھان کو منظم کرنے والی تمام ٹیم ہی ایموچیئرز کی تھی۔ اور تمام ممبروں کی انتہائی محنت کے باوجود بھی یہ صرف اللہ تعالیٰ کا فضل ہی تھا۔ جس کی بدولت ہم اس مارا تھان ریس کو کامیابی سے پایہ تکمیل تک پہنچا سکے

اس مارا تھان ریس کا مرکزی نقطہ عبادات کا بجا لانا تھا۔ چنانچہ جب مارا تھان ریس بریڈ فورڈ سے شروع ہوئی تو وہاں کے مربی انچارج مسٹر طاہر صلبی اور مسٹر رفیق حیات نیشنل قائد نے حصہ لینے والوں کو مسلسل دعا کی طرف توجہ مبذول رکھنے کی تلقین کی۔ فرض نمازوں کے علاوہ جو کہ ہمیشہ باجماعت ادا کی گئیں ہر کسی نے ان تمام ۸۔ ایام میں نوافل ادا کرنے کو بھی اپنی عادت ثانیہ بنا لیا۔

جب مارا تھان ریس بریڈ فورڈ سے ہڈرز فیلڈ تک کے لئے شروع ہوئی تو ۱۱۰۔ سائیکل سوار اس میں شامل ہوئے ان میں سے ۳۰۔ اطفال اور ۹ مہمان مڈلینڈز اور نارتھ کے علاقے سے تھے۔ ان ۹ مہمانوں میں دو مستورات بھی تھیں۔

پہلی منزل کے بعد یہ محسوس کیا گیا کہ سڑکوں پر سائیکل پر چلنا کافی خطرناک معاملہ ہے۔ اور خاص طور پر بچوں کے لئے۔ ایک بچہ گر پڑا۔ اور زخمی ہو گیا اس لئے اس وقت فیصلہ کیا گیا کہ ۱۴ سال سے کم عمر کے کسی بچے کو حصہ نہ لینے دیا جائے۔ بہت سارے لوگ اگرچہ مایوس ہوئے لیکن چونکہ سائیکل سواروں کی حفاظت سب سے مقدم تھی اس لئے مجبوراً اس پر عمل کرنا پڑا۔ پہلے دن دو سائیکل سواروں کی اتفاقیہ ٹکر ہو گئی۔ جس کی وجہ سے ایک کی ٹانگوں پر کچھ زخم آئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور یہ حادثہ کوئی خطرناک ثابت نہ ہوا۔ درحقیقت یہ ایک زحمت کے بھیس میں ایک رحمت تھی۔
(BLESSING IN DISGUISE)
کیونکہ اس کے بعد تمام سائیکل سوار بہت محتاط ہو گئے۔

سائیکل سواروں میں سے بیشتر زیادہ ٹریفک والی سڑکوں پر سائیکل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چلانے میں مکمل طور پر ناتجربہ کار تھے لیکن ہماری خوش قسمتی سے ان میں سے دو ایسے تھے جو سرگرم اور زود فہم تھے اور ہمارے لئے وجہ افتخار بن گئے۔

مسٹر ناصر حیات آف کیمبرج اور مسٹر وسیم بٹ آف لیڈز دونوں لیڈرشپ کی خصوصیات رکھتے تھے۔ اور تمام عرصہ باقی حصہ لینے والوں کا دل بڑھاتے رہے۔

ایک دوسری مشکل جس کا سامنا کرنا پڑا وہ ریس کے دوران سائیکلوں میں خرابی کا مسئلہ تھا۔ کوئی بھی سائیکل پنکچر ہو جاتا اور کبھی کسی سائیکل کے گیئر خراب ہو جاتے یا چین سلپ کرنی شروع کر دیتی۔ اس مقصد کے لئے ایک فالتو گاڑی رکھی گئی تھی جس میں خراب سائیکل لوڈ کر لئے جاتے تھے اور ٹھیک سائیکل ان کی جگہ حصہ لینے والوں کو مہیا کر دئے جاتے تھے۔ یہ ایک انتہائی مشکل کام تھا لیکن اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد فرمائی۔ اور ہمیں منصور اور مشہود مرزا کی صورت میں دو بھائی مل گئے جو اپنی محنت اور جانفشانی سے کام کرنے کی وجہ سے ماراتھان کے ہیرو بن گئے۔

پروگرام شروع ہونے سے پہلے یہ محسوس کیا گیا کہ روزانہ تقریباً ۵۰ لوگوں کے لئے کھانا اور رہائش کا انتظام سب سے بڑا مشکل امر ہو گا۔ لیکن مجھے آپ کو یہ بتا کر خوشی ہو رہی ہے کہ راستے میں جن جماعتوں کو ہماری میزبانی کا شرف حاصل ہوا انہوں نے میزبانی کے عام معیار سے کہیں بڑھ کر ہماری پذیرائی کی۔

اگر کوئی سائیکل سوار اس خیال سے شامل ہوا ہو گا کہ اس ریس میں شامل ہو کر اپنا وزن بھی کم کر لے گا۔ تو یہ اس کی خوش فہمی ثابت ہوئی۔ کیونکہ جہاں کہیں بھی ہم گئے ہر جگہ لذیذ اور شاندار کھانے وافر مقدار میں ہمارا انتظار کر رہے ہوتے۔ اس سلسلے میں شیفیلڈ کے سید مسعود شاہ اور ڈاکٹر منان شیخ جن کی جماعت کے ممبر کافی محدود تعداد میں ہیں ناٹنگھم کے مجید نگیال جو کہ وہاں ایک ہی خاندان تھا۔ خاص طور پر ذکر اور شکریہ کے مستحق ہیں۔

راستے میں آنے والے شہروں کی جماعتوں نے کمال محنت اور کوشش سے یہ انتظام کیا تھا کہ یا تو سائیکل سواروں کا ماراتھان کے خاتمے پر استقبال کرتے یا صبح کے وقت ان کو اگلی منزل کے لئے اپنی نیک تمناؤں کے ساتھ روانہ کرتے۔

اس تمام پروگرام میں گیارہ لارڈ میئرز اور ۵ ایم پی صاحبان کئی کونسلرز اور ان کے علاوہ مزید کئی بڑے لوگوں کو ہماری پیشوائی کے لئے مدعو کیا گیا۔ اور وہ اس نیک کام میں حصہ لینے کیلئے آئے۔ اور ان تمام شہروں میں یہ سائیکل ماراتھان ریس احمدیہ جماعت کے صد سالہ جشن تشکر کیلئے انتہائی مشہوری اور تعارف کی وجہ بنی

پولیس اور سینٹ جان ایمبولینس ایسوسی ایشن نے ہماری مدد میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ خاص طور پر سینٹ جان ایمبولینس کی لیسسٹر برانچ کے سیٹولز لی اور کولن بروس نے اپنے فرائض سے زائد کام کرتے ہوئے اپنے ادارے کا نام بلند کیا۔ تمام پروگرام کے دوران عام پبلک کی کشادہ دلی بھی ظاہر و باہر تھی۔ تمام راستہ میں لوگ ہمارا انتظار کرتے رہے۔ اور جن رفاحی اداروں کیلئے یہ ریس منظم کی گئی تھی ان کے لئے چندہ بھی فراخ دلی سے دیتے رہے۔ اور جو کام ہم کر رہے تھے اسکی داد بھی کھلے دل سے دیتے اور قدرتی طور پر

پر نتیجۃً اس سے ماراتھان ریس میں حصہ لینے والوں کا مورال بلند ہوتا

اسی دوران یہ واقع بھی دیکھنے میں آیا کہ ایک پٹرول سٹیشن کی مالکہ اور ایک پبلک ہاؤس کے مالک۔ دونوں ہمارے میزبان بننے پر مصر تھے۔ ایک دن تمام یوم بارش ہوتی رہی اور تمام سائیکل سوار بارش سے بھیگ کر شرابور ہو گئے۔ ہم نے منور میاں صاحب کو پہلے ہی روانہ کیا کہ شام کے قیام کے لئے کوئی جگہ تلاش کریں اور انہیں یہ دونوں جگہیں پسند آئیں جو کہ ایک دوسرے کے بالمقابل واقع تھیں پٹرول سٹیشن کی مالکہ نے ہمیں اپنے سٹیشن پر سائیکل کھڑے کرنے کی سہولت مہیا کی۔ اور پبلک ہاؤس والے صاحب نے آگ کے الاؤ کا انتظام کیا۔ تا کہ سائیکل سوار اپنے کپڑے سکھا سکیں اور اس کے علاوہ انہوں نے تمام قافلہ کو چائے بھی پلائی اور وہ بھی بغیر کسی چارج کے۔ اسی دن لنچ اور نماز کے لئے کسی جگہ کی تلاش بھی تھی۔ میاں صاحب نے پھر اس کام کا بیڑا اٹھایا اور قافلے سے آگے گئے۔ تاکہ کسی مناسب جگہ کا انتظام کر سکیں۔ جبکہ ابھی بھی شدید بارش ہو رہی تھی۔ میاں صاحب کو ایک سکول نظر آیا اور انہوں نے سیکرٹری کو اپنی درخواست پیش کی۔ لیکن سیکرٹری نے کہا یہ ناممکن ہے۔ اس پر میاں صاحب نے ہیڈ ماسٹر سے ملاقات کی۔ اور اپنا مدعا بیان کیا۔ ہیڈ ماسٹر صاحب کو جب تمام کیفیت کا علم ہوا تو وہ ازحد متاثر ہوئے۔ اور چونکہ اس دن طلباء بھی نہیں آئے تھے اس لئے انہوں نے تمام سکول بلڈنگ استعمال کرنے کی ہمیں اجازت دے دی۔ ہم نے جمنیزیم میں کھانا کھایا اور وہیں نمازیں بھی ادا کیں۔ اس طرح کے کئی اور دل کو گرما دینے والے واقعات بھی دوران ریس پیش آئے۔ لیکن طوالت کے ڈر سے ان تمام کا ذکر مشکل ہے۔ لیکن احباب کی دلچسپی کے لئے میں صرف ایک اور واقعہ بیان کروں گا۔

ناٹنگھم میں ہمارے قیام کا انتظام وائی۔ ایم۔ سی۔ اے ہال میں کیا گیا تھا۔ وائی، ایم، سی، اے کے مینجر مسٹر رائے بلیکر سائیکلسٹوں کے اتنے مداح تھے کہ انہوں نے نہ صرف جمنیزیم اور سٹوکر ٹیبلز بغیر کرایہ کے استعمال کرنے کی اجازت دی بلکہ ہمارے رات کو سونے کے لئے اپنے گھر جا کر گھر کے دروازے بھی ہمارے لئے کھول دئے اس وقت مجھے خیال آیا کہ ریڈیارڈ کپلنگ نے کتنی غلط بات کہی تھی کہ:

EAST IS EAST AND WEST IS WEST AND NEVER THE TWAIN SHALL MEET.

یعنی مشرق مشرق ہے اور مغرب مغرب اور دونوں کبھی ایک دوسرے سے نہیں مل سکتے۔ ہمیں امید ہے کہ ہم اس غلط بات کو ہمیشہ کے لئے دفن کر دینگے۔ اور اپنے اختلافات کو بھلاتے ہوئے انسانیت کی خدمت کے بلند و بالا مقصد کو اپنا لائحہ عمل قرار دے کر اور مل جل کر کام کرتے ہوئے آگے بڑھیں گے۔

آخر میں پیشتر اس کے کہ میں آپ کو اس سائیکل ماراتھان ریس کے متعلق کچھ اعداد و شمار بیان کروں میں چاہتا ہوں کہ آپ کی خدمت میں ان سائیکل سواروں کے متعلق کچھ گذارش کروں جن کے بغیر یہ سائیکل ماراتھان منعقد ہو ہی نہیں سکتی تھی۔

۳۲ سائیکل سوار یہ ماراتھان ریس مکمل کرنے میں کامیاب ہوئے۔ ان کی عمریں ½۱۲ سے لیکر ۳۶ سال تک تھیں۔ یہ تمام یا تو طالب علم تھے یا عام کام کرنے والے لوگ تھے۔ جنہوں نے ان فلاحی اداروں کی بہبود کے لئے اور احمدیہ صد سالہ جشن تشکر کو لوگوں سے متعارف کروانے کے لئے رضاکارانہ طور پر اس پروگرام میں حصہ لیا تھا۔ انہوں نے ایک ایسے کردار کا مظاہرہ کیا جس نے ہم سب کے سر فخر سے اونچے ہو گئے۔ مثال کے طور پر سونے کے انتظامات ہر جگہ آرام دہ نہیں تھے۔ اور کہیں کہیں تو ایسا بھی ہوا کہ ۸ آدمیوں کے لئے صرف ایک جائے رفع حاجت مہیا ہو سکی۔ ایک دفعہ ایسا بھی ہوا کہ جگہ کی تنگی کی وجہ سے سات نوجوانوں نے ایک کچن کے سخت فرش پر رات گزار دی۔ جبکہ ان سکو صرف دو رضائیاں ہی مہیا کی جا سکیں۔ لیکن آفرین ہے ان نوجوانوں پر کہ اس وقت یا بعد میں کبھی بھی اس کے متعلق ان کے لبوں سے کوئی لفظ شکایت سننے میں نہیں آیا۔

ٹائم شیڈول کے مطابق ہمیں بی، بی سی، کے پیبل مل سٹوڈیوز پر گیارہ بجے پہنچنا تھا۔ اس شیڈول کو قائم رکھنے کیلئے ضروری تھا کہ لیسسٹر سے ½۵ بجے روانہ ہو جانا چاہیئے تھا۔ اور اس لئے ۴ بجے اٹھنا ضروری تھا کہ ساڑھے پانچ بجے تک تمام ضروریات سے فارغ ہوا جا سکے۔ جب تمام خدام سے پوچھا گیا کہ کیا وہ اس پروگرام کے مطابق کام کر سکیں گے۔ تو سب نے کہا کہ وہ سب اس کے لئے تیار ہیں۔ اور بعض نے تو یہ بھی کہا کہ اگر وہ نہ اٹھیں تو ہمیں اجازت ہو گی کہ ان کی کمروں پر ٹھوکریں مار کر ان کو اٹھا دیا جائے۔ مجھے خوشی ہے کہ مجھے کسی کو بھی اٹھانے کے لئے یہ طریقہ کار اختیار کرنے کی ضرورت پیش نہ آئی۔

یہی روح تمام پروگرام کے دوران دیکھنے میں آئی۔ ایک خادم کا عہد جو کہ ہماری تمام میٹنگز میں دہرایا جاتا ہے۔ اس عہد کو تمام سائیکل سواروں نے عملی شکل میں پورا کر دکھایا۔ انہوں نے اس سائیکل ماراتھان میں اپنے دین اور جماعت کے لئے اپنے وقت، زندگی، مال اور عزت کی قربانی پیش کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا۔

وقت: انہوں نے اس پروگرام کو کامیابی سے مکمل کرنے کی غرض سے اپنے ۹ دنوں کی قربانی پیش کی۔

انہوں نے شدید بارش یخ ہواؤں اور برف باری میں خطرناک سڑکوں پر سائیکل ریس میں حصہ لے کر اپنی زندگی کو داؤ پر

باقی صفحہ ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگان

عبدالسمیع نون ایڈووکیٹ سرگودہا

تصوف اور روحانیت کا ایک بڑا نام

حضرت مولانا غلام رسول راجیکی

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی ہمارے دور کے علم و معرفت تصوف و روحانیت کا ایک بڑا نام ہے۔ آپ کی ولادت موضع راجیکے تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں ہوئی۔ یہ گاؤں پھالیہ سے گجرات جانیوالی سڑک پر پھالیہ سے ۵ میل کی مسافت پر مین روڈ سے ۱/۲ ۱ فرلانگ ہٹ کر ہے۔

کچھ عرصہ کی بات ہے میں سرگودہا سے گجرات جارہا تھا کہ مشہور قصبہ منگووال کے قریب سڑک پر "راجیکے" کا بورڈ دیکھتے ہی غیر شعوری طور پر میری موٹر کار رک گئی اور میں اس گاؤں کے بلکہ اس سارے علاقے کی روح رواں، شش جہات صفات کے حامل عاشق الٰہی اور عاشق رسولؐ، علم و معرفت کے سمندر، سادگی خاکساری اور بے نفسی کے پیکر مجسم دُعا، معجزات اور تائیدات سماوی کے شاہد و مشہود حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی کی حسین یادوں میں کھوگیا۔ کچھ دیر سڑک کے کنارے کھڑے ہوکر پرانے بیتے ہوئے واقعات کی جگالی کرتا رہا۔ چشم تصور میں کبھی حضرت مولوی صاحب درس قرآن کریم کے دوران معارف لٹاتے نظر آئے تو کبھی کسی غم و الم میں گھرے ہوئے شخص کی درخواست پر دعا کے لئے ہاتھ اٹھا کر کمال عاجزی اور انکساری سے رب دو جہاں کے حضور فریاد کناں دکھائی دیئے۔

موضع راجیکے میں میری کوئی واقفیت نہیں تھی اور نہ ہی بھرے گاؤں میں میرا کوئی ہم خیال تھا تاہم کشاں کشاں اس گاؤں چلا گیا۔ میں نے حضرت مولوی صاحب کے رشتہ داروں سے ملاقات کی۔ آپ کا رہائشی مکان جواب آپ کے بڑے بھائی میاں شرف دین صاحب کی اولاد کی ملکیت ہے وہ دیکھا پھر میں نے وہ مخصوص کمرہ دیکھنے کی خواہش کی جس میں حضرت مولوی صاحب آرام فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ میں نے سارا وقت اسی کمرہ میں ہی گذارا حضرت موصوف کے عزیزوں نے بڑی محبت کا سلوک کیا انہوں نے اس کمرہ میں ایک پلنگ دکھایا جو مولوی صاحب نے خود اپنے لئے بنوایا تھا اور جب آپ راجیکے تشریف لاتے تو اسے استعمال فرماتے تھے۔ پھر میرے پوچھنے پر اُس "بیت الذکر" کی نشاندہی کی گئی جو عین آپ کے مکان کے سامنے تھی جہاں پر آپ نمازیں پڑھا کرتے تھے چنانچہ میں نے بھی اسی بیت الذکر میں ظہر اور عصر کی نمازیں ادا کیں۔

میں راجیکے گاؤں کی گلیوں میں گھوما پھرا مجھے اس گاؤں کے گلی کوچے بڑے ہی پیارے لگ رہے تھے۔ اور وہاں کے لوگ بھی۔ کئی لوگوں سے ملاقاتیں کیں بعض ان میں سے حضرت موصوف کے رشتہ دار بھی تھے اور وہ عمر رسیدہ لوگ جو حضرت مولوی صاحب کے گاؤں میں ورود کے مواقع پر اکثر آپ کی صحبت صالحہ سے فیضیاب ہوتے تھے۔ حضرت مولوی صاحب کے برادر اکبر میاں شرف دین صاحب کی بہو مسماۃ حاکم بی بی صاحبہ بہت ہی بزرگ خاتون ہیں انہوں نے مادرانہ شفقت کا سلوک کیا اور اپنے نواسے خاور اعجاز جو کالج کے طالب علم ہیں کی موجودگی میں ملاقات کا شرف عطا کیا یہی وہ نیک بخت خاتون ہیں جنہیں سب سے زیادہ آپ کے قرب اور خدمت کی سعادت نصیب ہوتی تھی۔ انہوں نے آپ کی فیاضی انکساری سادگی اور غربا پروری اور قبولیت دعا کے بڑے دلکش واقعات سنائے اور جب وہ یہ واقعات سنارہی تھیں تو ان پر اور چارکس حاضرین پر رقت اور ربودگی چھاگئی تھی عزیزم خاور اعجاز بھی بہت سعید نوجوان ہے مجھے اس میں خاندانی نجابت کی خوشبو آرہی تھی۔ دونوں نے میرے ہاں سرگودہا میں آنے کی دعوت قبول فرمالی اور اسی اگست کے دوران لے کر آنے کا وعدہ کیا۔ میں نے محترمہ حاکم بی بی صاحبہ کے بیان فرمودہ واقعات نوٹ کرلئے تھے جو مجھے ہی ایمان افروز ہیں اور بے تکلفانہ گھریلو ماحول میں وقوع پذیر ہوئے اور اب تک کہیں طبع نہیں ہوئے اور نہ ہی کہیں بیان ہوئے وہ ایک طویل مگر شیریں داستان ہے لیکن الفضل کے کالموں میں اتنی گنجائش نہیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے تو کسی اور ذریعہ سے بیان کرونگا۔

"راجیکے گاؤں مجھے ایک عام بستی نہیں لگ رہی تھی اس کے سنگ و خشت اور در و دیوار نے مجھے ایک عجیب غیر مرئی کیف عطا کر دیا تھا ایک طرف اس گاؤں کی خوش بختی پر رشک آیا کہ اس میں ایک خدا کا بہت پیارا بندہ پیدا ہوا اور انہی گلیوں میں پھرتا پھراتا جوان ہوا۔ آسمانی رسی پر اس کا ہاتھ جو پڑا تو اسے بڑی عقیدت اور مضبوطی کے ساتھ اسے تھام لیا ایسا کہ وہ وفا اور اخلاص کی علامت بن گیا اور اس نے ایک ہی جست میں بڑی طویل اور کٹھن سلوک کی راہیں طے کرلیں۔ ؎

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ انکو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

مجھے بتایا گیا کہ نواحی دیہات سعداللہ پور۔ دھدرہا اور گڈھو وغیرہ میں آپ اکثر دعوت الی اللہ کے لئے جایا کرتے تھے اور کہ اطراف و جوانب میں ایک گاؤں بھی ایسا نہیں جس میں حق و صداقت کی تائید میں آسمانی نشانات نازل نہ ہوئے ہوں جن کی کسی قدر تفصیل "حیات قدسی" میں بھی ملتی ہے لیکن وہ تو صرف نمونہ یعنی مشتِ از خروارے تھے۔

خالق سے پیار کی ایک روشن علامت مخلوق الٰہی سے محبت ہوتی ہے اس مخلوق کے جذبۂ خیر خواہی سے مغلوب ہوکر یہ سادہ اور منکسرالمزاج اللہ کا بندہ ٹھیٹھ دیہاتی لباس میں ملبوس۔ دیسی جوتی۔ کمر میں تہہ بند کھلا کرتہ اور سر پر عمامہ بھی نہیں بلکہ سادہ سی پگڑی لیکن اس غیر دلکش ظاہر کے حامل شخص کا باطن انتہائی خوبصورت۔ چہرے پر مقبولان الٰہی کی نورانی علامتیں لئے ہوئے کرہ ارض کا گز بنے مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب سارے غیر منقسم ہندوستان میں دیوانہ وار گھومے اور بڑی وارفتگی اور دلی تپش کے ساتھ مخلوق کو اپنے خالق سے ملانے کی کوشش کرتے رہے اس میدان میں آپ کے کارہائے نمایاں کی فہرست بہت طویل ہے لیکن ایک ایک واقعہ آب زر سے لکھنے کے لائق۔

تقسیم ملک سے بہت پہلے کی بات ہے کہ میں نے آریہ سماج کے مقابل پر بھلوال میں آپکو گوہر افشانی کرتے سنا تھا حضرت ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم بھی آپ کے ساتھ تھے۔ ایک اجلاس سے قبل سر بازار آپ نے نماز پڑھائی تھی۔ اس نماز کا خاص ایک رنگ تھا اس کا دلگداز سوز آج تک نہیں بھولا۔

آپ کے علم کے کمالات کا بیان مجھ سے ہرگز ممکن نہیں ہے پنجابی اردو فارسی اور عربی پر عبور تھا ان میں تقریر و تحریر ایسی روانی سے فرماتے کہ گویا مادری زبانیں ہیں۔ پھر ان ساری زبانوں میں آپ کے جو معارف اشعار بھی ملتے ہیں۔ اگر مخالف کبھی اپنے علم کی نمائش کرتا یا تکبر میں مبتلا ہو کر تعلّی کرتا نظر آیا تو آپ کی ایمانی غیرت نے اُسے سر مجلس للکار دیا اور اسی مجلس میں عربی منقوط، غیر منقوط اور کبھی معرّی اور غیر معرّی نثر اور نظم لکھنے کا چیلنج دے دیا۔ اس اللہ کے پیارے کو تو آسمانی تائیدات حاصل تھیں مخالف بیچارہ بھلا کیا مقابلہ کرتا کہ وہ تو اس نعمت سے یکسر محروم ہوتا۔

پھر جہاں قرآنی علوم کا مقابلہ ہو تو قرآن نے خود ہی فیصلہ کر دیا ہوا ہے کہ اس کے علوم مطہر بندے ہی حاصل کر سکتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آج کے دور کا "طاہر" اور "مطہر" آسمانی اور قرآنی علوم کے خزائن لٹا رہا ہے

اس کی ایک ایک تحریر اور تقریر معارف اور علوم کی ایک کان ہے اور اس کے مخالف سے جب کچھ بن نہیں پڑتا تو آتش حسد میں جل بھن کر گالیوں پر اتر آتا ہے ؎

غرورِ زہد نے سکھلا دیا ہے واعظ کو
کہ بندگانِ خدا پر زبان دراز کرے

اے کاش بے بصیرت لوگ یہ راز سمجھ لیتے کہ جسے خاک نشینی ہی نہ آتی ہو اس کے لئے عرش پر وازی کا دعویٰ اس کی جان اور ایمان کیلئے زبردست خطرہ ہے۔

؎ ایں نسخہ از بیاضِ مسیحا نوشتہ ایم

حضرت علامہ راجیکی صاحب کی نیک شہرت اور نام نامی ملک کی جغرافیائی سرحدوں سے آزاد ہو کر چار دانگ عالم میں پہنچ چکی ہے وہ شخص اپنی ذات

باقی صفحہ نمبر ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نون سین

زمبابوے میں دیہاتی اخبارات

اخبارات تو آجکل زیادہ تر تجارتی ادارے بن گئے ہیں۔ اشتہارات سے جو رقوم وصول ہوتی ہیں وہ اخبار چلانے کے کام بھی آتی ہیں اور اخبار کی انتظامیہ کی جیبیں بھرنے کے بھی کام آتی ہیں اور اگر کسی اخبار کو اشتہار نہ مل سکیں تو وہ چل ہی نہیں سکتا۔ اشتہارات تاجروں اور صنعت کاروں سے بھی ملتے ہیں اور حکومت سے بھی۔ تاجروں اور صنعت کاروں سے جو اشتہار حاصل کئے جاتے ہیں۔ ان کے لئے تو کسی حد تک تگ و دو کرنی پڑتی ہے۔ لیکن حکومت سے جو اشتہار ملتے ہیں ان کی ایک پالیسی پہلے سے مرتب ہوتی ہے اور اس کے مطابق اخبارات کو اشتہارات ملتے رہتے ہیں اور بعض ممالک میں جب حکومت کسی اخبار سے ناخوش ہو تو اس کا پہلا اور سب سے مؤثر اظہار اشتہارات کی کمی سے ہوتا ہے۔ اور اسی لئے بعض اوقات ہم بعض اخباروں کو چیختے چلاتے دیکھتے ہیں کہ حکومت نے ہمارے اشتہار بند کردئے یا کم کردئے۔ حقیقت یہ ہے کہ اخبار تجارتی اڈے بنانے کے لئے تو نہیں ہوتے۔ یہ تو دراصل ایک جگہ کی خبریں دوسری جگہ پہنچانے کیلئے ہوتے ہیں حالات سے لوگوں کو واقف رکھنے کے لئے اور ان کا تجزیہ کرتے ہوئے اپنی آراء سنانے اور دوسروں کی آراء سننے کے لئے ہوتے ہیں۔ لیکن اتنا دل گردہ کوئی کہاں سے لائے کہ آمد کم بھی ہو اور اخبار جاری بھی رکھے۔ یہ غالباً اس زمانے میں تو کسی کے بس کی بات نہیں۔ سوائے اس کے کہ کوئی سیاسی جماعت یا دینی جماعت یا حکومت کا کوئی شعبہ اپنے متعلق دوسروں کو واقفیت بہم پہنچانا از حد ضروری سمجھے اور اس کے لئے اپنی جیب سے رقم خرچ کرنے کے لئے تیار ہو۔ اگر کوئی ایسا کر سکے تو جس طرح اخبارات شہری زندگی کی ضرورت ہیں اسی طرح اخبار دیہاتی زندگی کی بھی ضرورت ہیں۔ حالانکہ دیہاتیوں کو بہت کم اخبارات پڑھنے کے لئے ملتے ہیں۔

زمبابوے میں حکومت نے یہ سوچ کر کہ دیہاتیوں کا بھی یہ حق ہے کہ ان کی خبریں دوسروں تک پہنچائی جائیں اور دوسروں کی خبریں ان تک پہنچائی جائیں۔ تین اخبار اس غرض سے جاری کئے ہیں کہ ان کی اشاعت دیہات میں ہو۔ یہ انگریزی میں بھی چھپتے ہیں اور مقامی زبان میں بھی اور دیہاتیوں کو اس بات کا موقعہ دیا جاتا ہے کہ وہ اپنے خیالات اور اپنے مسائل اور اپنی ضروریات کا کھل کر اظہار کریں۔ اور اس غرض کے لئے انہیں پہلے کی نسبت زیادہ لٹریچر بھی مہیا کیا جانے لگا ہے۔ ویسے تو وہ آٹھ اخبارات جاری کرنا چاہتے ہیں لیکن فی الحال تین اخبار جاری کر دئے گئے ہیں۔ باقی پانچ آہستہ آہستہ منصۂ شہود پہ آجائیں گے۔ ان تین اخباروں کے لئے جیسا کہ باقی پانچ اخباروں کیلئے بھی بیرون ملک سے مدد حاصل کی جائے گی اور اندرون ملک بھی امراء سے اس امر کے لئے خصوصی چندے جمع کئے جائیں گے۔ ایک اخبار جس کا نام شامی نوکا نیوز ہے کے ایڈیٹر ماکوشا موگابے ہیں۔ یہ نام زمبابوے کی ایک مشہور روح کے نام پر رکھا گیا ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ مُردوں اور زندہ لوگوں کا آپس میں رابطہ کرواتی ہے۔

یہ ایک ۱۵ روزہ پرچہ ہے اور ماشونا لینڈ مشرقی صوبے کے لوگوں کی ضروریات پوری کرنے کے لئے جاری کیا گیا ہے۔ اس کا پہلا شمارہ جون ۱۹۸۸ء میں شائع ہوا۔ موگابے اپنے پرچے کے متعلق کہتے ہیں کہ مَیں اس کام سے بہت خوش ہوں اور یہ نہایت تسلی بخش طریق پر آگے بڑھ رہا ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ ان کا اپنا اخبار ہے اور وہ اسی کے ساتھ اپنا تشخص قائم کرتے ہیں۔ اس پرچے کے لئے ایڈیٹر کے ساتھ ایک رپورٹر بھی ہیں اور یہ دونوں مل کر ۲۵ ہزار مربع کلومیٹر دورے کرتے ہیں۔ لوگوں کی خبریں لاتے ہیں اور وہاں تک پرچہ پہنچانے کے انتظامات کرتے ہیں۔ بعض اوقات بعض علاقے میں انہیں پیدل بھی چلنا پڑتا ہے اور دوسروں سے سواری بھی مانگنی پڑتی ہے۔

اس کی قیمت زمبابوے کے دس سینٹ ہے جو امریکی ۶ سینٹ کے برابر ہیں۔ آٹھ صفحات پر چھپتا ہے اگرچہ تجویز یہ ہے کہ اس کو بڑھا کر ۱۶ صفحے کر دئے جائیں۔ فی الحال اس کی اشاعت ۵۵۰۰ سے کسی قدر اوپر ہے۔ ۶۰۰۰ سے ۷۰۰۰ تک ایک اور پرچے کی ہے۔ تہندہ گارڈین کی جو شوناک علاقے میں شائع ہوتا ہے۔ اور ۵۵۰۰ اینون ساکوسا INONSAKUSA پرچے کی ہے۔ یہ پرچہ ماٹابیلے لینڈ کے شمالی صوبے میں چھپتا اور تقسیم کیا جاتا ہے۔ زمبابوے کی ۸۰ فیصد آبادی دیہات میں رہتی ہے اور اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ ان اخبارات کی توسیع اشاعت کیلئے خاصے مواقع موجود ہیں لیکن ابھی تک اشتہارات اتنے کم ملنے شروع ہوئے ہیں کہ اس سے کسی قدر مایوسی ہوتی ہے۔ قارئین کی اکثریت غریب طبقے سے تعلق رکھتی ہے اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کس حد تک ذاتی طور پر ان کی توسیع اشاعت میں مفید ثابت ہو سکیں گے۔ بعض بڑی بڑی کمپنیوں نے اور بعض چھوٹے تاجروں نے بھی یہ دیکھ کر کہ دیہات کی ضرورت پوری کی جا رہی ہے اشتہارات دینے کا وعدہ کیا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ چھوٹے چھوٹے کسان بھی جب ان کی فصل پک جاتی ہے اور وہ اسے فروخت کرتے ہیں تو ان کے پاس خاصی رقم موجود ہوتی ہے۔ اور وہ اس بات کی طرف اس لئے اشارہ کرتے ہیں تاکہ یہ بتا سکیں کہ یہ لوگ ان پرچوں کو خریدنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ موگابے جو پہلے اخبار کے ایڈیٹر ہیں ان کا کہنا ہے کہ کام اتنا زیادہ ہے کہ بعض اوقات ہم رات کے دس بجے تک بھی فارغ نہیں ہوتے ہم کوشش یہ کرتے ہیں کہ دیہات کے رہنے والوں سے تعلق رکھنے والے مضامین کو شائع کیا جائے۔ خطوط کا سلسلہ جاری ہے اور ہم باقاعدگی کے ساتھ خطوط شائع کرتے ہیں۔ لوگ ان میں دلچسپی بھی بہت لیتے ہیں، اور ان خطوط کے ذریعے وہ ہمیں اپنی ضروریات سے بھی آگاہ کرتے ہیں ـــ اینون ساکوسا اخبار کا نام لوگوں نے خود ہی رکھا تھا۔ مقامی زبان کے اس لفظ کا ترجمہ ہے "صبح کو کھینچ کر لانا" اور وہ کہتے ہیں کہ چونکہ یہ اخبار ہماری امیدوں کے مرکز ہیں اور ہر بات میں یہ ہماری رہنمائی کریں گے۔ اور ہمارے لئے روشنی مہیا کریں گے۔ اس لئے ہم نے اس کا یہ نام رکھا ہے۔ ان اخبارات کی وجہ سے لوگ یہ بھی محسوس کرنے لگے ہیں کہ وہ قومی اور ملکی ترقی میں حصے دار ہیں۔ وہ جو چاہتے ہیں اس کے لئے اخبار میں اپیل کرتے ہیں اور جو اخبار والے یہ ان کے لئے خاص طور پر مفید سمجھتے ہیں وہ انہیں دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ عجیب بات ہے کہ دیہات کے لئے اخبار جاری کرنے کا خیال تو ۱۹۸۰ء میں آیا لیکن اس وقت حالات اتنے سازگار نہیں تھے اور اخبارات جاری نہ ہو سکے۔ اب ۹ سال کا عرصہ گزر جانے کے بعد حکومت نے محسوس کیا کہ ان اخبارات کا وجود میں آنا نہایت ضروری ہے۔ حکومت کیلئے بھی اور لوگوں کے لئے بھی۔ اس لئے انہوں نے جس طرح ہوا یہ تین اخبار تو جاری کر دئے ہیں۔ ان اخبارات کے اخراجات فی الحال یوں پورے کئے جاتے ہیں کہ ہالینڈ کی حکومت نے دو سال کے لئے تہندا گارڈین اور شامی نوکا نیوز کے اخراجات برداشت کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ جبکہ اینون ساکوسا اخبار کے اخراجات مغربی جرمنی کی حکومت نے تین سال تک برداشت کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ اسی طرح مغربی جرمنی نے ایک اور اخبار کے جاری ہونے پر اس کے اخراجات بھی ادا کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ سوئٹزر لینڈ کی حکومت نے تین پرچوں کا خرچ برداشت کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ ان میں سے پہلا پرچہ اگلے نومبر میں شائع ہوگا۔ سوئٹزر لینڈ کی حکومت نے دو چھاپے خانے بھی تحفے کے طور پر دئے ہیں۔ حکومت کا یہ خیال ہے کہ ہم ان چھاپے خانوں میں نہ صرف اپنے پرچے شائع کریں گے بلکہ دوسرے لوگوں کا کام بھی کریں گے اور اس طرح اس سے ہمیں خاصی آمدنی ہو جائے گی۔ اشتہارات تو بہرحال کم ہی ہیں لیکن اگر اس طرح آمدنی کے دیگر ذرائع پیدا کر لئے جائیں تو یقیناً یہ سارے پرچے آسانی کے ساتھ شائع کئے جا سکتے ہیں۔ ہماری دعائیں زمبابوے کی حکومت کے ساتھ ہیں اور ہم بطور صحافی کے اور بطور ایک دینی جماعت کے فرد کے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اس کام میں برکت ڈالے اور حکومت کے لئے بھی مفید ثابت کرے اور عوام الناس کے لئے بھی۔

ایسے ہو جاؤ کہ کوئی فساد اور شرارت تمہارے دل کے نزدیک نہ آسکے

(کشف الغطاء ص۸)

اپنے تئیں میری تعلیم اور دلائل پر مضبوطی سے قائم کرو اور پوری استقامت اختیار کرو

(براہین احمدیہ جلد ۵ ص ۱۲۳)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اے اسیرانِ راہِ خدا مرحبا
مرحبا ۔ مرحبا ۔ مرحبا ۔ مرحبا

تم پہ ہم سب کو دیکھو بڑا ناز ہے
دل کے تاروں کا ٹوٹا ہوا ساز ہے
ایک ہی فردِ واحد کی آواز ہے
اے اسیران راہِ خدا مرحبا
مرحبا ۔ مرحبا ۔ مرحبا ۔ مرحبا

تم نے آتے ہی وہ مرتبہ پا لیا
ہاتھ اٹھائے ہی تھے جامِ جم جا لیا
باغِ رضواں سے شیریں ثمر کھا لیا
مرحبا جانِ صبر و رضا مرحبا
مرحبا ۔ مرحبا ۔ مرحبا ۔ مرحبا

وہ مقام حدِ ارتقا مل گیا
چاکِ دل چاکِ داماں بھی سل گیا
آپ ہی آپ دل کا کنول کھل گیا
بارک اللہ قرب خدا مرحبا
مرحبا ۔ مرحبا ۔ مرحبا ۔ مرحبا

وقف ہیں آج سجدے تمہارے لئے
ہاتھ اُٹھے ہیں دعا کو تمہارے لئے
میرے آقا کے نعرے تمہارے لئے
اے محبّانِ اہلِ وفا مرحبا
مرحبا ۔ مرحبا ۔ مرحبا ۔ مرحبا

قافلے تپتے صحرا میں چلتے رہے
ہم کہ فرقت میں پہلو بدلتے رہے
سینکڑوں وسوسے دل میں پلتے رہے
رہنمایانِ راہِ ھدیٰ مرحبا
مرحبا ۔ مرحبا ۔ مرحبا ۔ مرحبا

میرے اشعار ہیں ان جوانوں کے نام
آگئے راہِ صدق وصفا میں جو کام
چاند تارے بھی کرتے ہیں جھک کر سلام
اے اسیرانِ راہِ خدا مرحبا
مرحبا ۔ مرحبا ۔ مرحبا ۔ مرحبا

اصغری نورالحق

اَخبارِ اَحمَدیہ

تقریبِ شادی

● مکرم نذیر احمد صاحب سولنگی کی بیٹی عزیزہ خالدہ سولنگی کی تقریب رخصتانہ بہمراہ مکرم ڈاکٹر محمد ادریس بھٹی ۱۸ اگست ۸۹ء کو ہوئی ۔ عزیزہ کا نکاح ۱۳ اگست ۸۸ء کو مکرم حافظ مظفر احمد صاحب نے پڑھایا تھا ۔ رخصتانہ کے موقعہ پر مکرم چوہدری محمد شریف صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ نے دُعا کروائی ۔ خدا کے فضل سے دُلہن اور دُولہا خیریت سے امریکہ پہنچ گئے ہیں ۔ احباب سے درخواست دُعا ہے کہ خدا تعالیٰ انہیں دینی و دنیاوی نعمتوں اور ثمرات حسنہ سے نوازے ۔

● محترمہ عظمیٰ نصیر صاحبہ اہلیہ مکرم ملک نصیر احمد صاحب دارالرحمت وسطی ربوہ کے چھوٹے بھائی عزیز عامر سلام صاحب ولد مکرم شیخ عبدالسلام صاحب آف لاہور کا نکاح ۲۶ اگست ۸۹ء کو اوسلو (ناروے) کی بیت النور میں عزیزہ رفعت عائشہ ڈار صاحبہ ۔ بنت مکرم نذیر احمد صاحب ڈار کے ہمراہ بعوض ۳۰ ہزار کرونا مکرم نور احمد صاحب نے پڑھا ۔ رخصتانہ ۲۹ اگست کو ہوا ۔ اور ۳۰ تاریخ کو عزیز عامر سلام صاحب نے اپنی رہائش گاہ پر دعوتِ ولیمہ کا اہتمام کیا ۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے ۔

توسیعِ اشاعت

● ۔ مکرم ملک سردار خاں صاحب جیکب آباد نے اپنی صاحبزادی مکرمہ کوثر پروین صاحبہ کے میڈیکل فائنل ائیر میں کامیابی کی خوشی میں الفضل کی توسیع اشاعت کے لئے پانچ سَو روپے بھجوائے ہیں ۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ موصوفہ کو مزید کامیابیاں عطا فرمائے ۔

● ۔ مکرم قاضی منصور احمد صاحب ایڈووکیٹ گلشن راوی لاہور نے توسیع اشاعت کے لئے یکصد روپیہ کا عطیہ بھجوایا ہے اور اپنی اہلیہ محترمہ کے لئے دعا کی درخواست کی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کا عنقریب ہونے والا اپریشن کامیاب کرے اور کامل صحت عطا فرمائے ۔

● محترمہ امۃ السمیع صاحبہ بیگم چوہدری عبدالعزیز صاحب ناصر محلہ دارالیمن ربوہ نے الفضل کی توسیع اشاعت کے لئے یکصد روپیہ بھجواتے ہوئے اپنے خسر مکرم چوہدری عبدالرحیم صاحب کی بلندی درجات کیلئے دعا کی درخواست کی ہے جن کا کویت میں بوجہ ایکسیڈنٹ انتقال ہوا اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئے ۔

درخواست دُعا

● مکرم حامد احمد صاحب طارق دارالرحمت وسطی ربوہ کے والدین مختلف عوارض میں مبتلاء ہیں ۔

● محترمہ سیدہ حفیظۃ الرحمٰن صاحبہ گلشن اقبال کراچی کی صحت خراب چلی آرہی ہے

مکرم منظر الحق بٹ صاحب آف یزمان پتے میں پتھری کی وجہ سے علیل ہیں ڈاکٹر نے اپریشن کروانے کو کہا ہے جو کہ ۱۳ ستمبر کو بی ۔ وی ہسپتال بہاولپور میں ہوگا ۔

احباب ان سب کیلئے دعا کریں ۔

سانحۂ ارتحال

● ۔ عزیز ذیشان علی ولد مکرم معزم علی صاحب ساڑھے چھ سال کی عمر میں ۲۴ اگست ۸۹ء کو وفات پاگیا ۔

احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ والدین کو صبرِ جمیل عطا کرے اور نعم البدل سے نوازے

(حافظ غلام محمد تاج معلم چک ۲ ضلع گجرات)

● ۔ میری دادی جان محترمہ عائشہ بی بی صاحبہ مورخہ ۲۷ اگست بروز اتوار فضلِ عمر ہسپتال میں وفات پاگئیں ۔ موصوفہ طویل عرصہ سے شوگر کی مریضہ تھیں ۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ محترمہ دادی جان کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے ۔

(فاتح احمد مسعود دارالعلوم وسطی ربوہ)

● ۔ میرے والد محترم حکیم ناظر حسین صاحب ۱۰۵ سال کی عمر میں مورخہ یکم ستمبر کو رات ساڑھے آٹھ بجے بقضائے الٰہی اچانک وفات پا گئے اگلے روز گولبازار میں مکرم صوبیدار صلاح الدین صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی اور قبر تیار ہونے پر مکرم سیّد بشیر احمد شاہ صاحب نے دعا کروائی ۔

قارئین الفضل کی خدمت میں درخواست ہے کہ موصوف کی بلندیٔ درجات کے لئے دعا کریں ۔

(حکیم محمود احمد معلم وقف جدید)

اعلانِ گمشدگی

خاکسار کی والدہ محترمہ اقبال بیگم صاحبہ کا پرس چند دن ہوئے گولبازار میں کہیں گر گیا ہے یا کسی دوکان پر رہ گیا ہے ۔ پرس میں انکی ملازمت سے متعلق کاغذات بھی ہیں ۔ اگر کسی صاحب کو ملے تو براہ کرم خاکسار کو جامعہ احمدیہ میں پہنچا دیں ۔

(مبشر احمد ایاز استاذ الجامعہ)

بقیہ : اخبار احمدیہ

فرمایا اور اپنے پاس سے ایک خاص دوائی بھی مرحمت فرمائی (جسے استعمال نہ کیا جا سکا)

میری بہن بہت ہر دلعزیز تھیں ۔ صلہ رحمی اور غریب پروری میں اپنی مثال آپ تھیں ۔ ان کے چار بچوں میں سے صرف بڑی لڑکی ناصرہ شادی شدہ ہے باقی تینوں بچے ابھی زیر تعلیم ہیں ۔ ان کی بلندیٔ درجات اور پسماندگان کے لئے صبرِ جمیل کی توفیق پانے کے لئے دعا کی درخواست ہے ۔

اس حادثہ میں میری منجھلی بہن اہلیہ مکرم عبدالباسط صاحب شاہد مربی سلسلہ ان کا لڑکا اور میری بیٹی بھی شدید زخمی ہوئے تھے جو بفضل اللہ تعالیٰ اب روبصحت ہیں ۔ اللہ تعالیٰ انہیں جلد مکمل صحت عطا فرمادے اور ہر قسم کی پریشانیوں سے محفوظ رکھے ۔

عبدالغفور ۔ صدر جماعت احمدیہ
لیمنگٹن سپا ۔ کاونٹری انگلینڈ)

دل کی استقامت کے لئے
بہت استغفار پڑھتے رہیں ۔
(ملفوظات جلد ۹ صد ۲۳۶)

طب و صحت

مکرم ڈاکٹر رشید محمد صاحب راشد آئی سپیشلسٹ فضل عمر ہسپتال ربوہ نے آنکھ کی حفاظت کے موضوع پر قارئین الفضل کے افادہ کے لئے مستقل طور پر مضامین لکھنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ ان کا ایک مضمون شائع ہو چکا ہے۔ چند اور مضامین بھی عنقریب پیش کئے جائیں گے۔

جنرل ہیلتھ کے بارہ میں مکرم ڈاکٹر محمد احمد صاحب اشرف کا قلمی تعاون خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمیں حاصل ہو گیا ہے۔ ادارہ الفضل ان ہر دو اصحاب کا ممنون ہے۔

بقیہ:۔ مولانا غلام رسول صاحب

میں ایک انجمن تھا لیکن سراپا کردار۔ کاش کوئی صاحب حال قلمکار آپ کی صحیح تصویر کشی کر سکے۔

جماعت احمدیہ کی تاریخ اُن عظیم المرتبت انسانوں سے بھری پڑی ہے جنہوں نے تپتے صحراؤں اور سنگلاخ زمینوں کو گلعذاروں اور سبزہ زاروں میں بدل دیا اور انہوں نے جو باغ اگائے اور پودے لگائے انہیں اپنے خون سے سینچا ہے۔

نہ من تنہا دریں میخانہ مستم
جنید و شبلی و عطار ہم مست

میں نے تقسیم ملک ہند سے ۴ سال قبل کا عرصہ دار الامن والامان میں گذارا "رفقاء کرام" کی کثیر تعداد زندہ موجود تھی اپنا یہ حال تھا کہ کبھی ایک بزرگ کے قدموں میں جا بیٹھتا اور کبھی دوسرے محبوب الٰہی سے اکتساب فیض کرتا۔

کسی کی معصومیت کی داد دینا چاہی تو اسے "فرشتہ" کے نام سے پکارا کسی کی دین حق کے معرکہ میں للکار بھا گئی تو اسے "غضنفر" کا نام دیا اور ان سب کے ماتھے کا جھومر "پیر پرستش یادگار" اور حسن و احسان میں اپنے مقدس باپ کا مثیل و نظیر جس کا نام بھی محمود تھا اور کام بھی محمود۔ غرض اس چمنستان کی بڑی دلفریب بہار دیکھی۔ جو اب دنیا کے صفحہ پر ڈھونڈنے سے نہیں ملتی اب ایک ہی حسرت ہے اور ایک ہی تمنا کہ جب دم واپسیں آئے تو ہمارا گدا نواز آقا جو عفوّ بھی ہے اور غفور بھی ہمیں بغیر حساب اسی محفل میں جانے دے۔

بقیہ: سائیکل مارا تھان رپورٹ

لگانے میں کوئی ہچکچاہٹ کا مظاہرہ نہیں کیا۔

مال! کچھ احباب نے اپنے سائیکل اور کاریں اس پروگرام کے لئے بلا معاوضہ انتہائی فراخدلی سے پیش کئے۔

عزت! اس ریس کے دوران معزز امرائے جماعت فرش صاف کرنے۔ اور ڈشیں صاف کرنے جیسے چھوٹے چھوٹے کام اپنے مہمانوں کی میزبانی کے لئے کرتے ہوئے دیکھے گئے۔

اب میں چند ایسے احباب کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں جو در حقیقت اس کے مستحق ہیں۔ اگرچہ اس سائیکل مارا تھان ریس کی تمام ٹیم ہی ایک ہیروں کے تاج کی طرح ہے۔ لیکن ان میں سے چند ایک دوسروں سے زیادہ روشن و تابندہ ہیں۔ انکے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

مکرم وسیم بٹ صاحب آف لیڈز، مکرم طاہر حیات صاحب آف کیمبرج، مکرم منصور مرزا صاحب آف ویمبلڈن۔ مکرم مشہود صاحب آف ویمبلڈن۔ مکرم نعیم کھوکھر صاحب آف کیمبرج۔ اور ہمارے نیشنل قائد مکرم رفیق حیات صاحب جو کہ ہماری تمام قوت کا منبع رہے ہیں۔ ان کی قائدانہ صلاحیتوں سے ہم سب نے اس میرا تھان ریس میں خوب خوب فائدہ اٹھایا ہے۔

اور وہ تمام احباب جنہوں نے اس سائیکل مار اتھان ریس کی تکمیل تک ہمارا ساتھ دیا وہ سب اب اپنے آپ کو ایک خاندان کے ممبرز کی طرح محسوس کرتے ہیں۔ وہ ان تمام ایام میں اکٹھے سوتے رہے۔ اکٹھے کھاتے پیتے رہے اکٹھے نمازیں پڑھتے رہے۔ اور یہ تو بتانے والی بات ہی نہیں ہے کہ اس تمام عرصہ میں وہ اکٹھے سائیکلیں چلاتے رہے۔

اگرچہ اس ریس کے خاتمہ کا دن ان سب کے لئے کئی قسم کی خوشیاں لایا ہے۔ لیکن ایک غمی بھی کانٹے کی طرح ساتھ ہی لگی ہوئی ہے۔ کہ یہ تمام خاندان اب بکھر جائے گا۔ لیکن ہمیں امید ہے اور ہم دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے پھر جلد ہی ایسا موقع لائیں جس میں یہ خاندان جلد پھر اکٹھا ہو۔ رفاہی پہلو سے آپ کو یہ جان کر خوشی ہو گی کہ ہمارا ۲۰ ہزار پاؤنڈ کا ٹارگٹ پورا ہو گیا۔ اور ہمیں امید ہے کہ جب تمام بقیہ وعدے وصول ہو گئے تو یہ کہیں زیادہ بڑھ جائے گا۔

اور سب سے آخر میں مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجیئے کہ اگرچہ بہت سے لوگوں نے بہت کوشش کی ہے جس کے نتیجہ میں کافی فنڈز فلاحی کام کے لئے جمع کرنے کی ہمیں توفیق ملی ہے۔ لیکن یہ سب کچھ اس لئے قابل فخر کہلا سکتا ہے کہ اگر اسکے ساتھ ہمیں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی بھی حاصل ہو سکے۔

خبریں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

● افغانستان کے صدر نجیب اللہ نے مطالبہ کیا ہے کہ افغانستان کے مسئلے پر ایک بین الاقوامی کانفرنس منعقد کی جائے جسمیں امن کی بحالی اور ہمارے ملک کے اندرونی معاملات میں غیر ملکی مداخلت بند کرانے کی یقین دہانی کرائی جائے۔

● برطانوی اخبار فنانشل ٹائمز نے اطلاع دی ہے کہ وزیراعظم محترمہ بے نظیر بھٹو کی حکومت کا تختہ الٹنے کے الزام میں فوج کے ایک میجر جنرل اور کئی دیگر افسران کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ ڈائریکٹر آف انٹیلی جنس مسٹر اکرم شیخ جن کے سپرد ایسے خفیہ معاملات تھے برطرف کر دیئے گئے ہیں۔ تاہم مسلح افواج کے اطلاعات کے ادارے انٹر سروسز پبلک ریلیشنز نے ایک پریس ریلیز میں بتایا ہے کہ فوج میں بغاوت اور افسروں کی گرفتاری کی خبر غلط ہے۔ تاہم آئی ایس پی آر نے اس سلسلے میں کوئی تفصیل بیان نہیں کی۔ ایک اور خبر کے مطابق ایف آئی اے کے سابق ڈائریکٹر مسٹر نور لغاری کو مسٹر اکرم شیخ کی جگہ ڈائریکٹر انٹیلی جنس بیورو مقرر کر دیا گیا ہے۔ مسٹر اکرم شیخ کے بارے میں خیال ہے کہ انہیں سفیر بنا کر باہر بھجوایا جا رہا ہے۔

● امریکی سینیٹر مسٹر کلیبول پیل نے کہا ہے کہ وزیراعظم بے نظیر کو فوج سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔

● انگریزی ماہنامہ گلوب نے لکھا ہے کہ اس بات کا واضح ثبوت موجود ہے کہ روس شمالی افغانستان کو کم از کم اقتصادی لحاظ سے اپنے جنوبی علاقوں میں مدغم کرنے کے اقدامات کر رہا ہے۔

اعلان تعطیل

۱۱ ستمبر ۱۹۸۹ء کو بانیٔ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کے یوم وفات کے سلسلے میں روزنامہ الفضل کے دفاتر بند رہیں گے۔ لہذا گیارہ ستمبر بروز پیر کا پرچہ شائع نہیں ہوگا۔ قارئین کرام اور ایجنٹ حضرات نوٹ فرمالیں

(مینیجر)

سرزمین قادیان کا اوّلین

مشہور دواخانہ

۱۹۱۱ء سے مصروف خدمت

گوجرانوالہ، ربوہ، قلعہ کالر، ملتان، کراچی

۷۴۸۴۴، ۹۰۶، — ، ۳۱۰۲۶، —

اطلاع

احباب کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ مکرم ڈاکٹر وسیم احمد باجوہ صاحب کے کلینک میں اُسی جذبہ کیساتھ خاکسار ڈاکٹر خواجہ وحید احمد نے باقاعدہ کام شروع کر دیا ہے۔ کلینک اور لیبارٹری احباب کی خدمت کیلئے کوشاں ہیں۔

المشتہر

ڈاکٹر خواجہ وحید احمد ایم بی بی ایس

فرحان کلینک

اینڈ سٹینڈرڈ کلینکل لیبارٹری

گولبازار ربوہ فون کلینک: ۳۸۶ رہائش: ۳۰۳

اوقات کار:۔ کلینک۔ صبح ۸ تا ۱ بجے دوپہر
بعد دوپہر ۵ بجے تا ۸ بجے شب
لیبارٹری: صبح ۸ بجے تا ۸ بجے شب
ایمرجنسی کیلئے ۲۴ گھنٹے سروس